ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

طلاق کے اسباب و مراحل میں خاندانی کردار: زوجین، والدین اور دیگر افراد کا جائزہ

The Role of Family in the Causes and Stages of Divorce: An Analytical Study of Spouses, Parents, and Other Relatives

1. Saira Naeem
MS Islamic Studies, Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology (KFUEIT), Rahim Yar Khan, Pakistan.
2. Dr. Muhammad Shahid Habib (Corresponding Author)
Assistant Professor, Institute of Humanities and Arts, KFUEIT, Rahim Yar Khan, Pakistan.
Email: shahid.habib@kfueit.edu.pk
3. Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Head, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan.
Email: hamid.farooq@uog.edu.pk

Abstract
Divorce, once considered a last resort in marital conflict, is now becoming increasingly common in many Muslim societies. This research paper explores the familial causes and involvement in the stages of divorce, with a specific focus on the roles played by spouses, their parents, and other family members. Using an analytical and qualitative methodology rooted in Islamic teachings and contemporary societal realities, the study identifies key patterns that contribute to marital breakdown. It examines how communication gaps, lack of emotional understanding, unmet expectations, and misuse of religious principles by spouses can lead to conflict and separation. Additionally, it investigates the influence of parents in encouraging or discouraging divorce, especially in cases where interference becomes toxic or coercive. The paper also highlights the role of extended family members—such as siblings, in-laws, and relatives—who sometimes aggravate conflicts through bias, manipulation, or undue pressure.Drawing from Qur'anic injunctions, Prophetic guidance, and expert sociological insights, the study underscores the importance of patience, counseling, and reconciliation before reaching the decision of divorce. Furthermore, it offers practical recommendations for pre-marital education, family counseling, and community-based mediation mechanisms to prevent unnecessary divorces. Ultimately, this paper aims to provide a comprehensive understanding of how family dynamics influence the divorce process and what steps can be taken within Islamic frameworks to safeguard marital stability.

Keywords: *Divorce, Spouses, Parents' Role, Islamic Perspective, Family Dynamics*

تعارف موضوع

اسلامی معاشرت میں طلاق کو ایک ناپسندیدہ لیکن جائز عمل قرار دیا گیا ہے، جس کا استعمال صرف مجبوری کی حالت میں کیا جانا چاہیے۔ تاہم موجودہ دور میں طلاق کی شرح میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، جو معاشرتی اور خاندانی نظام کے لیے ایک بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد طلاق کے اسباب و مراحل میں خاندانی کردار کو اجاگر کرنا ہے، بالخصوص زوجین، ان کے والدین اور دیگر افرادِ خانہ کے کردار کا تنقیدی و تجزیاتی جائزہ پیش کرنا ہے۔ تحقیق میں یہ پہلو زیرِ بحث آئیں گے کہ زوجین کے درمیان عدم برداشت، غلط فہمیاں، اور جذباتی بے ہم آہنگی کس طرح طلاق کی

راہ ہموار کرتی ہیں۔ اسی طرح والدین کی بے جا مداخلت، غیر ضروری دباؤ یا جانبداری کئی بار رشتوں کی ٹوٹ پھوٹ کا سبب بنتی ہے۔ دیگر افرادِ خانہ جیسے بہن بھائی، سالیاں یا سسرال کے افراد بعض اوقات جان بوجھ کر یا نادانستہ طور پر حالات کو بگاڑنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ تحقیق میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اصلاحی تجاویز بھی دی جائیں گی تاکہ ازدواجی زندگی کو مستحکم بنایا جاسکے اور طلاق جیسے ناپسندیدہ عمل سے بچا جاسکے۔

مبحث اول: وقوع اور انسداد طلاق میں زوجین کا کردار در اسکی صورتیں

ایک کامیاب اور ترقی یافتہ معاشرے کے لیے ایک مضبوط اور مستحکم خاندانی نظام کا ہونا ضروری ہے کیونکہ معاشرہ مختلف خاندانوں کے ملاپ سے بنتا ہے بچوں کی پرورش نشو نما اور تربیت کا انحصار بھی خاندان کے مضبوطی کے اوپر ہے جس قدر ایک خاندان مضبوط ہو گا اس قدر بچوں کی تربیت نشو و نما مضبوط اور مستحکم ہو گی اس کے برعکس شوہر اور بیوی سے وجود میں آنے والا ایک کمزور خاندان نہ صرف ان دونوں کو بلکہ آنے والی نسلوں تک اپنا اثر رکھتا ہے

خاندان کی مثال ایک عمارت کی سی ہے کسی عمارت کا استحکام اس کی بنیاد پر منحصر ہوتا ہے یعنی بنیاد کا استحکام اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عمارت خود کتنی مستحکم ہے بنیاد کی مضبوطی کو دیکھتے ہوئے اس بات کا دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ عمارت کس طرح کے موسمی طوفانوں اور قدرتی افات کو برداشت کرنے کے قابل ہے اسی طرح خاندان کی بنیاد بھی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ وہ خاندان کتنی دیر تک چلے گا اور کب ٹوٹ جائے گا لیکن ہمارے یہاں رشتے بناتے وقت رشتوں کے مقصد کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے رشتے استوار کرنے کا مقصد اولاد کو عملی زندگی سے اشنا کرنا ہوتا ہے جبکہ رشتوں کی بنیاد جب والدین رکھتے ہیں تو یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے والدین کی ذمہ داری رشتوں کو صرف پرکھنا ہے اور اولاد کو صرف اس بات سے اگاہ کرنا ہے کہ ایا یہ رشتہ ان کے لیے درست ثابت ہو گا یا نہیں نہ کہ گن پوائنٹ پر اپنی بات منوانا طلاق تب راستہ پکڑتی ہے جب رشتے بناتے وقت ذہنی ملاپ اور برابری کو مدنظر نہ رکھا جائے یا پھر انسان دنیا میں دکھلاوے کے لیے سمجھوتے والی گھٹن زدہ زندگی گزارتا رہتا ہے۔

زوجین کا معنی و مفہوم

زوج عربی زبان کا واحد لفظ ہے جس کی تثنیہ زوجین آتی ہے اس کا مطلب ہے جوڑا زوجین کا وجود میاں اور بیوی کے ازدواجی تعلقات سے ہوتا ہے جب مرد اور عورت نکاح کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے لیے زوج کہلاتے ہیں کسی خاندان کی مضبوطی اور استحکام کے لیے یہ دونوں اہم عناصر ہیں قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر یہ لفظ جوڑے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے:

"هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ" وہ اور ان کے جوڑے۔ اس طرح ہے سورہ یسین میں بھی یہ لفظ جوڑے کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔

"سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ"

"وہ ذات پاک ہے جس نے زمین سے اگنے والی چیزوں کو گونا گوں (جوڑوں کی شکل میں بنایا
اور خود ان (انسانوں) میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے"

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

لفظ زوج مستقل طور پر مرد اور اسی طرح مستقل طور پر عورت کے لیے بھی بولا جاتا ہے کیونکہ ان میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ تعلق بننے کی وجہ سے وہ اس کے لیے زوج کہلاتا ہے یعنی مرد عورت کے لیے زوج ہے اور عورت مرد کے لیے مرد اور بیوی کے لیے زوج کا استعمال قران میں بھی مروج ہے

"أَحْشِرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَ أَزْوَاجَهُمْ"

"انہیں جمع کردو جنہوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو"

اس لفظ کا دوسرا استعمال دوست ساتھی اور رفیق کے معنی میں بھی ہے "وزَوَجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ"ہم انہیں حور عین کا ساتھی بنادیں گے۔ یہ آیت اس معنی کا محل استشہاد ہے کیونکہ اس میں زوجنا کا معنی دوست بنادینا رفیق بنادینا کہ ہیں۔ سورۃ البقرہ میں ہے:

"وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مطهرة"

"ان کے لیے طبیعت میں ہم آہنگ پاکیزہ سیرت کے حامل ہم سفر ساتھی ہوں گے"

لہٰذا زوج سے مراد ایسا رفیق یا ساتھی ہے جن کے ساتھ ملے بغیر ایک دوسرے کی تکمیل نہ ہو سکے۔

وقوع طلاق میں زوجین کے کردار کی صورتیں

جیسا کہ ہمارے علم میں ہے کہ میاں اور بیوی جو کہ خاندانی نظام زندگی کے بنیادی عناصر ہیں ان کے تعلقات ہی اگر شکست و ریخت کے شکار ہو جائیں تو اس کا اثر صرف ان دونوں کی زندگیوں پر نہیں بلکہ گھریلو اور معاشرت نظام دونوں انتہائی درہم برہم کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ اس تعلق کو گھریلو اور خاندانی نظام تباہ کرنے کے لیے نہیں الٹا زوجین کی راحت وسکون کے لیے بنایا گیا تھا زوجین کی زندگی اور ان کے کردار کو تبدیل کرنے کے لیے بنایا گیا تھا تاکہ ان کے دیکھنے سمجھنے بوجھنے کے انداز میں تبدیلی پیدا ہو اور فکر و خیال میں وسعت و دانہ ہی پیدا ہو اس رشتے میں اپنائیت اس رشتے سے بھی زیادہ ہوتی ہے جو کہ خون کا ہوتا ہے اور جس میں تعلق خون کی بنیاد پر ہوتا ہے جب اسلام نے یہ رشتہ بنایا تو ان اس رشتے کے لیے حقوق اور فرائض بھی مقرر کیے یعنی مرد اور عورت میں سے ہر ایک حقوق اور فرائض رکھتا ہے مثلا مرد کے فرائض میں سے عورت کے لیے حق مہر نہ نفقہ اور دیگر ضروریات ہیں جبکہ مرد کے عورت پر حقوق میں سے عورت کی پاک دامنی اور اس کی شوہر کے لیے اطاعت اور اخلاص ہے۔ قرآن پاک میں مردوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ:

"وعاشروهن بالمعروف فعسى ان تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا""

ترجمہ:"ان عورتوں کے ساتھ اچھی گزر بسر کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں، تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز ناپسند کر داور خدا اس کے اندر کوئی بڑا فائدہ رکھ دے"[1]

رشتے اور تعلقات انسانی ضرورت ہیں، ان سے وابستہ امیدیں، خواب اور احساسات بہت معنی رکھتے ہیں۔ کوئی بھی خون جو نیک نیتی سے تعلق بناتا ہے اس کی ساری توانائیاں اس تعلق کو بخوبی پروان چڑھتا دیکھنے میں صرف ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ رشتہ بعض

---

[1] سورۃ نساء آیت نمبر:۱۳

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

اوقات صرف معمولی وجوہات کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ خاندانی جھگڑوں کے اسباب تو ان گنت ہیں مگر اصل سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی فریق اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزی کی بنیاد پر زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔

اس فصل میں ہم صرف ان وجوہات کا ذکر کریں گے جس میں طلاق کی وجہ صرف زوجین خود بنتے ہیں اور اس سے اگلے باب میں ان صورتوں کا ذکر کیا جائے گا جس کو اپنا کر زوجین اپنے مابین ہونے والے اختلافات کو ختم کر سکتے ہیں۔ انسانی معاشرہ خصوصا اسلامی معاشرہ میں خلع یا طلاق کو کسی صورت بھی مناسب تصور نہیں کیا جاتا۔ لیکن بعض اوقات خاندانی زندگی میں ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ مرد اور عورت کا ایک چھت تلے اکٹھے رہنا محال ہو جاتا ہے۔

عصر حاضر میں عائلی نظام کو جو مسائل درپیش ہیں ان میں ازدواجی تعلق میں بڑھتی ہوئی کشیدگیاں اور طلاق، خلع کا بڑھتا ہوا رجحان سرفہرست ہے۔ یعنی گھر صرف مکان بن کر رہ جاتے ہیں انسانوں کی سکون گاہ نہیں بنتے۔ طلاق ہمارے معاشرے میں ایک ناسور کی حیثیت اختیار کر چکی ہے لفظ طلاق جو ایک دو دہائی قبل ایک ناقابل قبول لفظ تصور کیا جاتا تھا اب روز مرہ کا معمول بنتا جا رہا ہے۔ اس لفظ کی تلخ وار سے کتنے ہی افراد گھائل ہوتے ہیں اور کتنے ہی خاندان اس کی شدت کے باعث بکھر جاتے ہیں جن کی وجوہات کا مکمل احاطہ تو شاید ممکن نہ ہو۔ اب ہم ان تمام وجوہات کا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں جو صرف زوجین کی آپسی تعلقات میں اختلاف کی وجہ سے طلاق کا باعث بنتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات سے دوری

دوسری تمام قسم کی شرارتوں سے بڑھ کر میاں بیوی کے درمیان کے فتنے اور بدعنوانی بہت سے دوسرے مسائل کا باعث بنتی ہے جس کے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اگر صلح نہ ہو سکے اور اختلافات بڑھیں تو نہ صرف دو افراد بلکہ دو خاندان بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے اور دو افراد کا مسئلہ بڑھ کر بہت سے خاندانوں کو متاثر کرے گا۔ اس طرح گھر کی تباہی سماجی نظام کی خرابی میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور اگر یہ کثرت سے ہو تو اس کے مضر اثرات آبادی میں بیماری، ناتوانی اور کمزوری کا باعث بنتے ہیں جس سے معاشرے کی بنیادیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اسلام میں میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑے کی سختی سے حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور مرد اور عورت دونوں کو اس سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اسلام نے خواتین کو اپنی ذمہ داریاں پوری طرح نبھانے کا حکم دیا ہے، اور اس نے مردوں کو خواتین کے حقوق کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری علم بھی فراہم کیا ہے۔ بدقسمتی سے، اگرچہ، غلط مفروضوں پر قائم زندگی اور اسلام کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے، مرد اور عورت ایک دوسرے کی ذمہ داریوں سے بے خبر رہتے ہیں۔ گھر کا کام، یا گھریلو فرائض، شادی کے بعد عورت کا اولین فرض ہے۔ گھر کی صفائی کرنا، کھانا پکانا، برتن بنانا، کپڑے اُتارنا، بچوں کی دیکھ بھال وغیرہ۔ افواہیں ہیں کہ بعض بیویاں اپنے شوہروں پر دباؤ ڈالتی ہیں کہ وہ ان کاموں کو سنبھالنے کے لیے نوکرانیاں لگا دیں۔ درحقیقت، ان میں سے بہت سی چیزیں شرعی ذمہ داریاں نہیں ہیں جن پر انہیں پورا ہونا ضروری ہے، اس لیے وہ ایسا کرنے کو شرمناک سمجھتے ہیں۔ تاہم، یہ ان پر آتا ہے کہ وہ خاندانی نظام کو بہتر بنانے کے لیے ان مسائل کا خیال رکھیں۔ تاہم، ان تضادات کی وجہ سے، یہ تعلقات کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس سے بہتر گھریلو زندگی کیا ہو سکتی ہے اگر میاں بیوی کا رشتہ ایسا ہو کہ بیوی کو دیکھنے سے سکون ملتا ہے اور غم دور ہو جاتا ہے۔ ان دنوں بعض خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ برا سلوک کرتی ہیں اور بحث و تکرار کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ اپنی بیویوں کے نامناسب رویے کی وجہ سے

کچھ مردوں کو کام چھوڑنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح عورت کے نامناسب رویے کے نتیجے میں طلاق کا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس سلسلے میں خواتین کی ذمہ داری ہے کہ وہ مومنوں کی ماؤں کے طرز زندگی کو اپنی زندگی میں اپنائیں اور مردوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی مثال کو بطور رہنما استعمال کریں۔ امکان کو کم کریں.

ذہنی ہم آہنگی کا فقدان

طلاق کی وجوہات میں فریقین کے درمیان ہم آہنگی کا فقدان سب سے اہم عنصر ہے۔ میاں بیوی کے درمیان فاصلہ ذہنی ہم آہنگی کی کمی یا ایک ساتھ وقت گزارنے کی کمی کے نتیجے میں بھی ہو سکتا ہے۔ طلاق کی سب سے عام وجہ مرد اور عورت کا ذہنی انتشار ہے جس کا نتیجہ مستقل یا عارضی جسمانی علیحدگی کی صورت میں نکلتا ہے۔ پھر، عورت اور مرد کو دوبارہ ملنے اور ساتھ رہنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس میں بے شمار سماجی اور نفسیاتی مسائل نمایاں ہیں، نیز عورت یا مرد کا انفرادی کردار یا ان کے رشتہ داروں کا نقصان دہ دخل شامل ہے۔ میاں بیوی میں اگر مزاج آشنائی نہ ہو تو وہ ایک دوسرے کو قبول نہیں کرتے، قربت کے ہوتے ہوئے بھی وہ ایک دوسرے سے بعد رکھتے ہیں۔ اگر حیاتیاتی وطبی مسائل بھی انہیں درپیش ہوں تو پھر ان کا ایک دوسرے کا ساتھ نبھانا ممکن نہیں رہتا اگرچہ یہ علیحدگی انہیں بہت سے مسائل سے چھٹکارا دے دیتی ہے لیکن اس کے بعد مسائل کا ایک جم غفیر ہوتا ہے جس کا انہیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فریقین میں سے خواتین کو جو مسائل درپیش ہوتے ہیں وہ بہت سے پیچیدہ، حساس اور نازک ہوتے ہیں۔

مولانا وحید الدین خان لکھتے ہیں: "ہر مرد اور عورت کا مزاج فطری طور پر ایک دوسرے کے مختلف ہوتا ہے یہ مزاجی اختلاف ہمیشہ موجود رہتا ہے وقتی ملاقاتوں میں وہ کبھی مسئلہ نہیں بنتے۔ لیکن جب ایک عورت اور ایک مرد مستقل طور پر ایک ساتھ رہنے لگیں تو یہ اختلافات بار بار ظاہر ہوتے ہیں اور پھر دھیرے دھیرے وہ شدید نوعیت اختیار کر لیتے ہیں۔ عورت اور مرد اگر اس بات کو جائیں کہ یہ ایک نفسیاتی نوعیت کا مسئلہ ہے نہ کہ حقیقی نوعیت کا مسئلہ ہے تو وہ فوراً اس کو نظر انداز کر دیں۔ جس طرح وقتی ملاقاتوں میں ایسی چیزوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اسی بے خبری کی بناء پر ہر عورت اور مرد کی زندگی ایک متضاد رویے کا شکار رہتی ہے وہ اپنے گھر کے اندر ہی اندر لڑتے جھگڑتے ہیں، لیکن یہی لوگ جب گھر کے باہر کی دنیا میں آتے ہیں تو ان کا رویہ لوگوں کے ساتھ بالکل بدل جاتا ہے۔"

عدم برداشت اور انتقامی رویہ

معاشرے میں عدم برداشت، اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت، زوجین کی حقوق و فرائض سے عدم واقفیت، اخلاقی تربیت کے فقدان کی بناء مردوں کی طرف سے طلاق کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ جہاں معاملہ ان کے مزاج کے بر خلاف ہو اور ہیں طلاق کے الفاظ ادا کر دیئے گویا طلاق انکے لیے کوئی قرض تھا جو انہوں نے بیوی کے مانگنے پر فوراہی اس کو ادا کر دیا۔ شوہر کو جہاں غصہ آیا فوراً اس کی زبان پر طلاق کا لفظ بے ساختہ آگیا جھگڑا ہوا ماں باپ سے اور غصہ اتارا ہیوی پر، اختلاف ہوا افسر سے اور طلاق دے دی بیوی کو حد تو یہ ہے کہ بیوی کے بھائیوں میں سے کسی سے کوئی معمولی بات ہو گئی تو وہ اپنی بیوی کو گھر سے نکال دے گا۔ گھر میں مرد عورت سے جس طرح بد سلوکی کرتا ہے اور اسے ظلم و ستم کا تختہ مشق بناتا ہے وہ دراصل اس سختی اور بے انصافی کا رد عمل ہے جو اس کے ارد گرد کے لوگ اس سے روا رکھتے ہیں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

جسکی وجہ سے معاشرے میں اس کو ذلیل ہونا پڑتا ہے مگر وہ کسی سے کوئی انتقام نہیں لے سکتا، چنانچہ وہ اپنا سارا حصہ گھر آکر بیوی، بچوں یا اپنے ساتھیوں پر اتارتا ہے۔ عورت اپنے خاوند کے ہاتھوں ہر قسم کا ظلم و ستم اور بدسلوکی برداشت کرتی ہے مگر زبان نہیں کھولتی، کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اگر اس کے خاوند نے اسے گھر سے نکال دیا تو اسے فاقوں مرنا پڑے گا، حتی کہ اس خوف سے وہ اپنے قانونی حقوق کا مطالبہ کرنے کی بھی جسارت نہیں کر سکتی۔ صرف اس ڈر سے کہ کہیں اس کا خاوند ناراض ہو کر اس کو طلاق جاری نہ کر دے۔

رشتے اور افراد سب کو غصے سے شدید نقصان پہنچتا ہے۔ اگر میاں بیوی جھگڑنے لگیں اور ایک دوسرے کی بات نہ سنیں تو اس سے نہ صرف گھر کا ماحول خراب ہو جاتا ہے۔ اس کے بجائے، ذہنی اور جسمانی طور پر اذیت ہوتی ہے، اور شادی شدہ زندگی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان معمولی جھگڑے سے غصے سے پیدا ہونے والی بحث پیدا ہوتی ہے۔ جوڑے غیر اہم مسائل پر ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں۔ اسی مسئلے پر گھنٹوں بحث کرنے کے بعد، وہ اب بھی کوئی حل نکالنے سے قاصر ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سننے اور سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ تشدد اکثر چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اکثر اس عدم برداشت کا نتیجہ بیوی پر تشدد کی صورت میں نکلتا ہے اور جب یہ تشدد شدت اختیار کر جاتا ہے یا ناقابل برداشت ہو جاتا ہے تو بیوی کا صبر ختم ہو جاتا ہے اور طلاق ہو جاتی ہے۔ عدم برداشت اور دوسروں کے مفادات پر اپنے مفادات کو ترجیح دینے کے نتیجے میں آج طلاقوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ زیادہ تر وقت، ناراض شوہر جو اپنی بیویوں کو طلاق دیتے ہیں بعد میں ایسا کرنے پر پچھتاتے ہیں۔ خواتین اس صورت حال میں عام طور پر جذباتی اور حساس ہوتی ہیں، اس لیے ان کا امکان نہیں ہوتا کہ جو کچھ ہوتا ہے اسے نظر انداز کر دیں۔ وہ علیحدگی کا جذباتی فیصلہ کرتی ہے کیونکہ وہ اپنے شوہر کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے ناراض ہوتی ہے۔ اس طرح میاں بیوی کے درمیان معمولی جھگڑا طلاق پر منتج ہوتا ہے۔

تشدد کی زیادتی

خواتین کے خلاف غیر ضروری تشدد اور انہیں معاشرے میں وہ مقام دلانے میں ناکامی جو اسلام نے گھر میں بیوی کی حیثیت سے دی ہے آج کے معاشروں میں اہم مسائل ہیں۔ خواتین کے خلاف تشدد کی روک تھام ہزاروں این جی اوز کی توجہ کا مرکز ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خواتین کو بہت زیادہ تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ انہیں ایک نازک صنف کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اس کی جنسی اور ذہنی صحت کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اور اس کے خلاف زبردستی کا استعمال کیا جاتا ہے۔۔ عصر حاضر میں عورتوں کی جانب سے تنسیخ نکاح و خلع کا اہم سبب تشدد و کا رجحان ہے۔ مطلقہ خواتین سے کئے گئے سروے سے یہ بات سامنے آئی کہ خواتین کی ایک بڑی تعداد نے اس وجہ سے خلع لی یا شوہروں نے انہیں طلاق دی کہ وہ مار پیٹ کے عادی تھے۔ خواتین نے کہا کہ وہ سب کچھ برداشت کر سکتیں ہیں لیکن مار پیٹ اور گالی گلوچ وغیرہ ان کی برداشت سے باہر ہے۔

بہت سے شوہر اپنی بیویوں کو طلاق کی دھمکی دے کر انہیں ذہنی تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے مرد اس جاہلانہ سوچ کے حامل ہیں کہ وہ جب چاہیں اپنے اس حق طلاق کو استعمال کر کے عورت کو طلاق دے سکتے ہیں۔ اپنی اس سوچ کا متعدد بار وہ اعلانیہ اظہار کرتے رہتے ہیں بلکہ اس بات کو وہ اپنی مردانگی تصور کرتے ہیں بعض خاوند یہ گمان کرتے ہیں کہ ازدواجی اختلافات اور گھریلو جھگڑوں کا بہترین حل یہ ہے کہ طلاق کی دھمکی دی جائے، لہذا وہ جب بھی گفتگو کرتے ہیں، کوئی حکم دیتے ہیں

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

یا کسی کام سے منع کرتے ہیں گھر میں داخل ہوتے ہیں یا خارج ہر وقت طلاق طلاق کی رٹ لگائے رکھتے ہیں اور ان کو یہ بالکل خبر نہیں ہوتی کہ اپنے اس رویے کہ وجہ سے وہ اللہ تعالی کی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں، گناہ گار ہوتے ہیں، اپنے گھر کو منہدم کرتے ہیں اور اپنے اہل کا نقصان کرتے ہیں۔

ایک اور مقام پر آپ کی ﷺ عورتوں پر تشدد سے روکتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُم امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْد"[1]

"آپ ﷺ نے فرمایا، "تم میں سے کوئی شخص بھی اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹے جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے"

اس طرح آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی امت کو یاد دلایا ہے کہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ زیادتی نہ کریں۔ اپنی بیویوں کے خلاف تشدد کو روکنے کے لیے، وہ لوگ جو مذہب کے بارے میں جانتے ہیں اور جو اسلام پر عمل کرتے ہیں اپنی بیویوں کے ساتھ انتہائی احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ایک عورت اپنے شوہر کی طرف سے بار بار مار پیٹ کے بعد اس سے طلاق لینے پر مجبور ہے۔ طلاق نہ ہونے کی صورت میں بھی گھر میں بدامنی لوٹ آتی ہے اور برکت اٹھ جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی میں عزت سے کام لینے اور ہر قسم کے تشدد سے پرہیز کرنے کی اہمیت پیدا کی۔

شک کرنا

بد گمانی اور شک ایسی چیز ہے اگر رشتوں میں آجائے تو ان میں دراڑ ڈال دیتی ہے اعتماد کو ٹھیس پہنچتی ہے اور عدم اعتماد کی فضاء میں ایک دوسرے کے ساتھ تنازعات کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان اگر باہمی اعتماد ہو تو یہ رشتہ پائیدار و مستحکم بنیادوں پر قائم رہتا ہے اور اگر اس اعتماد میں کمی آجائے یا سرے سے ختم ہو جائے اور اسکی جگہ شک لے لے، تو پھر خاندان اور ازدواجی زندگی کا سکون قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سروے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ بہت ہی طلاقیں اس لئے ہوئیں کہ شوہر اپنی بیویوں پر شک کرتے تھے بعض مرد خود اپنی شکی طبیعت کی وجہ سے بیوی میں خامیاں تلاش کرتے ہیں اور پھر اس کو طلاق کے عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ شکوک وشبہات اور بدگمانیوں کے بناء پر زومعین میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

کچھ لوگوں کے پاس اعتماد اور یقین کی حد بہت کم ہوتی ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی اور جھوٹی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد مرد یقین کے ساتھ طلاق لینے کا فیصلہ کرتا ہے، یا بیوی بد اعتمادی کی سطح کی وجہ سے بار بار اپنے شوہر سے طلاق مانگنے لگتی ہے۔۔ بلکہ بعض شک تو محض معمولی نوعیت کے تھے یہی بدگمانی شوہر یا اس کے گھر والوں کی جانب سے پائی جاتی ہے تو بات طلاق پر آجاتی ہے۔ بہت سے واقعات میں تعلق ٹوٹنے کی بڑی اور ٹھوس وجہ اپنے شریک حیات پر بے یقینی ہوتی ہے بار بار شریک حیات سے کسی راز کو چھپانے سے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات آئندہ زندگی کے لیے خطرناک ثابت ہوسکتے ہیں خاص طور پر لمبے عرصے پر محیط تعلق میں کسی راز کو چھپانا قدرے مشکل ہے۔

[1] امام محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء، صفحہ نمبر: ۱۵، حدیث نمبر: ۵۲۰۴

پھر ایک اور وجہ جو کہ ایک دوسرے پر یقین سے مشروط ہے وہ یہ کہ میاں بیوی کے درمیان بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جن میں راز داری بے حد ضروری ہوتی ہے۔ اب دونوں میں سے کوئی بھی اگر انہیں دوسروں کے ساتھ بیان کر جائے تو یہ نہ صرف اخلاقی طور پر بری بات ہے جبکہ تعلق کے تقدس کو پامال کرنے کے ساتھ ساتھ اسے کھوکھلا بھی کر دیتا ہے۔

خاوند کی نافرمانی

کچھ بیویاں اپنے شوہروں کے احکامات کو نظر انداز کرنے کا انتخاب کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناقدری کرتی ہیں جس کی وجہ سے وہ ایسا سلوک کرتی ہیں جو ان کی ازدواجی زندگی کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے اگر ان کے شوہر انہیں ہدایات دیں یا کسی کام سے منع کریں۔ آخر کار ان کے شوہر ان سے طلاق دینے پر مجبور ہوں گے۔ عورت مرد کو اس سے برتر سمجھنے کی بجائے اس کی برتری کا قائل کرنے کی کوشش کرتی اور اس کی بات ماننے کے بجائے اسے قابو کرنے کا کام کرتی۔ فطرت کے خلاف اس کارروائی کے نتیجے میں صرف وہی ہو گا جو گھر کی تباہی ہے۔

مبحث دوم: وقوع طلاق میں زوجین کے والدین کا کردار

گذشتہ فصل میں ہم نے زوجین کے آپسی معاملات کے نتیجے میں ہونے والی طلاقوں کے اسباب کو ذکر کیا ہے۔ اس فصل میں ہم حتی الامکان ان وجوہات کو ذکر کریں گئے۔ جو والدین کی طرف سے باعث طلاق بنتے ہیں انسان مختلف قسم کے رشتوں میں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ ان میں کسی کو باپ بنا کر کسی کو ماں کا درجہ دیا جاتا ہے اور کسی کو بیٹا بنایا جاتا ہے تو کسی کو بیٹی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ نتیجتاً رشتہ قائم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کے لیے ان حقوق میں سے ہر ایک کا فیصلہ کر دیا۔ ادائیگی کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کی بندگی اور اطاعت کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں والدین کے حق کا تذکرہ کیا۔

انسان کا وہ پھول جس کی خوشبو کبھی ماند نہیں پڑتی بلکہ دن بہ دن ہوا میں کھلتی اور پھیلتی رہتی ہے، کائنات کا باپ ہے۔ والدین اس درخت کو کہتے ہیں جس کا پھل کبھی کڑوا نہیں ہوتا، جس کا پھول کبھی مرجھا نہیں جاتا، جس کا تنا کبھی کمزور نہیں ہوتا اور جس کی خوشبو ہر وقت موجود اور پورے معاشرے کو منور کرتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ سب سے بہترین مخلوق ہے۔ حقیقت میں ماں باپ ہی انسان کو دنیا میں لاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اچھی پرورش کا حکم دیا اور اولاد کو والدین کے حقوق کا احترام کرنے کی تلقین کی۔ بچوں کے لیے والدین کا ہونا دنیا کا سب سے بڑا تحفہ ہے۔ بچے زیادہ خوش بخت ہوتے ہیں جب ان کے والدین کا زیادہ احترام کیا جاتا ہے۔

لیکن یہی مقدس رشتے اکثر اوقات اولادوں کی بربادی کا سبب بھی بن جاتے ہیں۔ اور انکے لیے ایسی دیواریں اور اسباب پیدا کر دیتے ہیں جو اگے بچوں کی آنے والی زندگی میں نقصان کا باعث بنتی ہیں۔

وقوع طلاق میں والدین کا کردار وصورتیں

ہمارے معاشرے میں طلاق ایک سماجی بیماری بنتی جا رہی ہے جس کا ثبوت روزمرہ کے طلاق کے واقعات سے ملتا ہے۔ غیر اہم معاملات پر تین طلاق دینا رواج بن گیا ہے، اور علیحدگی کے فیصلے اکثر غیر اہم معاملات پر بغیر سوچے سمجھے کیے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی جوڑا طلاق لینے یا علیحدگی کا فیصلہ کرتا ہے، تو ان کی شادی چند سالوں سے بھی نہیں ہوتی۔ ایک خاندان کو آباد کرنے میں کتنا تناؤ اور کام درکار ہوتا ہے، اور گھر تلاش کرنے میں کتنا وقت اور محنت درکار ہوتی ہے۔ عوام کے علم میں نہیں، طلاق کو کسی

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

معمولی مسئلے کے لیے آخری حربے کے طور پر استعمال کرنا ایک مردانہ فعل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ بعض اوقات شوہر کا قصور زیادہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں زبردستی طلاق ہو جاتی ہے اور دوسری بار سسرال والوں کا قصور یہ ہوتا ہے کہ وہ مسلسل بیٹے کو بہو کے خلاف دھوکہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے جوڑے میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات لڑکی کو قصوروار ٹھہرایا جاتا ہے جب وہ اپنے حقوق و فرائض میں کوتاہی کرتی ہے، اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کرتی ہے اور اپنے شوہر سے ایسی چیزیں مانگتی ہے جو ضروری نہیں ہوتیں۔ اور وہ ہدایت دینے کے بجائے شوہر اور سسرال والوں کے خلاف ریل پیل کرتے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے، بحث سے تنگ آکر، وہ بالآخر طلاق لینے کا فیصلہ کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے سسرال والوں کا پیار جیتنے اور محبت بھرے انداز میں پیش آنے میں ناکام رہتی ہے۔ مزید برآں، کچھ باہر والے بدخواہ ہیں جو حالات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور میاں بیوی کے درمیان دشمنی کے بیج بوتے ہیں۔ فصل اول میں ہم نے ان اسباب پر تفصیلی بحث کی ہے جن میں طلاق زوجین کے ذاتی کردار کی ادائیگی کی وجہ سے ہوتی ہے اس فصل میں ہم ان اسباب کا ذکر کریں گے جو اسباب والدین کی وجہ سے طلاق کا باعث بنتے ہیں۔ والدین کی وجہ سے طلاق کا باعث بننے والی صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

حقائق کو دانستہ چھپانا اور جھوٹ بولنا

خاندانوں سے باہر شادیوں کے رجحان کے باعث بھی طلاق کی شرح میں اضافہ ہوا ہے واقعات طلاق کے سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے۔ کہ لوگ ایک دوسرے سے حقائق چھپاتے ہیں شادی کے بعد جب دونوں خاندانوں کو ان باتوں یا معاملات کے بارے میں معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے پوشیدہ رکھے ہوتے ہیں تو زوجین کے باہمی تعلقات بہت حد تک متاثر ہوتے ہیں بعض واقعات میں تو صرف اسی ایک وجہ سے طلاق بھی ہو جاتی ہے۔ اور یہ شرح طلاق میں اضافہ کی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔

حقائق کو دانستہ طور پر چھپانے کے باعث طلاق و خلع کے واقعات بکثرت ہو رہے ہیں بہت سے لڑکے روزگار کے سلسلہ میں باہر گئے ہوتے ہیں اور وہاں شادیاں کر لیتے ہیں پھر پاکستان میں بھی خود کو کنوارہ ظاہر کر کے شادی کر لیتے ہیں بعد ازاں لڑکی کو والدین کی خدمت کے لئے چھوڑ کر واپس چلے جاتے ہیں اور وہ بے چاری تمام عمر اس انتظار میں بیٹھی رہ جاتی ہے۔ کہ اس کا شوہر اسے اپنے پاس بلوائے گا اور ادھر شوہر جھوٹی تسلیاں دے کر خود زندگی کے لطف اٹھا رہا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں بعض اوقات شوہر خود طلاق دے دیتا ہے یا لڑکی خلع لے کر الگ ہو جاتی ہے۔ یوں حقائق چھپانے اور جھوٹ بول کر قائم کئے جانے والے رشتہ پائیدار ثابت نہیں ہوتے اور جلد ہی آشیانہ بکھر جاتا ہے۔ غیروں میں شادی رچاتے وقت بھی لوگ حقائق کو دیدہ و دانستہ چھپاتے ہیں جب وہ حقائق منظر عام پر آتے ہیں تو طلاق کی ایک بڑی وجہ بن جاتے ہیں۔ اور اس کے ذمہ دار والدین ہیں جو حقائق کو چھپا کر دوسروں کی بیٹیوں کی زندگیوں کو داؤ پر لگا دیتے ہیں

تربیت کی کمی

پاکستانی معاشرے کے تربیتی نظام کی افسوسناک حالت طلاق کی شرح میں اضافے کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سے مسائل کا باعث بن رہی ہے۔ زیادہ تر والدین کا ماننا ہے کہ ان کے بیٹے اور بیٹیاں اچھے سلوک کرنے والے، عزت دار، اور خاندانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں علم رکھتے ہیں۔ وہ اتنے پرسکون ہیں کہ وہ شاذونادر ہی ایسے مسائل پر بات کرتے ہیں جو اپنے بچوں کے

ساتھ خاندانی حرکیات کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، جنریشن گیپ موثر والدین کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ ہے کیونکہ یہ والدین اور بچوں کے درمیان کھلے رابطے کو روکتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں، بچے عام طور پر صرف اپنی ماؤں اور والدین کے ساتھ کم سے کم بات چیت کرتے ہیں۔ نتیجتاً والدین اور بچے اہم اور اہم مسائل پر کھل کر بات کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور نتیجتاً بچے تربیت کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چونکہ وہ آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کرنے سے قاصر ہیں اور ابھی تک دوسروں کے نقطہ نظر پر غور کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اس لیے بچوں میں عام طور پر برداشت اور صبر کی کمی ہوتی ہے۔ بچے بلوغت کو پہنچنے کے بعد جب وہ شادی کی عمر کے ہوتے ہیں تو یہ رویہ ان کے ذہنوں میں اس حد تک پیوست ہو چکا ہوتا ہے کہ اب وہ کسی کی بات برداشت نہیں کر پاتے۔ لہٰذا وہ تبدیلی کے خلاف بہت مزاحم ہیں کیونکہ ان کا رویہ ان میں اتنا پیوست ہے۔ شادی کے بعد اس عدم برداشت اور بے صبری کے نتیجے میں وہ بالآخر اپنی ہی زندگی کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔

جہیز کی کمی پر طلاق

لڑکی کا اپنے سسرال میں جہیز کم لانے یا بالکل نہ لانے پر بھی اس کو طلاق دے دی جاتی ہے ہمارے معاشرے کا یہ المیہ بن چکا ہے کہ ہم نے شادی جیسے مقدس فریضہ کو بھی کاروبار سمجھ لیا ہے۔ رشتہ دینے سے پہلے لڑکی والوں کی حیثیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے کہ وہاں سے کس قدر مال جہیز کی صورت میں حاصل ہو گا۔ اب تو صورت حال یہ ہے لڑکے والے اپنے منہ سے جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں اور اپنے بیٹے کے دام لگواتے ہیں، بیٹا خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو لڑکی والوں کی مجبوریوں سے کھیلا جاتا ہے۔ کچھ شادیوں میں تو قبل از شادی جہیز کا مطالبہ کر دیا جاتا ہے جس کے باعث بہت ہی غریب بچیاں بن بیاہی رہ جاتی ہیں۔ اگر کسی غریب کی بیٹی کی شادی ہو گئی ہے تو شادی کے سال دو سال کے بعد سسرال والے مختلف بہانوں سے مطالبات کرتے رہتے ہیں۔ ایک سفید پوش اور مجبور آدمی چونکہ اپنی بیٹی ان کے حوالے کر کے پھنس چکا ہوتا ہے اور اگر بیٹی بھی صاحب اولاد ہو چکی ہو۔ تو وہ ان کے مطالبات پورے کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے تاکہ کسی نہ کسی طرح اس کی بیٹی کا گھر بسا رہے۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ ان مطالبات کی فہرست پوری ہونے پر بھی اس کی بیٹی کو سسرال میں سکون سے رہنا نصیب نہیں ہوتا۔

مولانا نسیم احمد قاسمی اس رویے کے متعلق لکھتے ہیں: ہمارے معاشرے میں طلاق کا دوسرا سبب مال و دولت کا لالچ اور حرص و طمع ہے۔ عام طور پر لوگ شادی بیاہ کا مقصد دولت و ثروت اور جیز وغیرہ کا حصول سمجھتے ہیں، اگر جہیز اور لین دین کے معاملے پورے نہیں کئے جاتے تو رفتہ رفتہ لڑکے کے والدین بہو سے عداوت و نفرت کرنے لگتے ہیں اور خود شوہر بھی اپنی بیوی کو نفرت و حقارت سے دیکھنے لگتا ہے۔ یہاں تک کے لڑکے والے پھر کسی اور گھر کا دروازہ دیکھتے ہیں اور پہلی لڑکی کو بغیر کسی جرم کے طلاق کا پروانہ ہاتھ میں دے کر رخصت کر دیتے ہیں۔

بہت سے طلاق کے واقعات ہمارے معاشرے میں ایسے ہیں جس میں لڑکیوں کو طلاق اس وجہ سے ہوئی کہ ان کے سسرال والے اور خود ان کے شوہر بیویوں کے جہیز لانے کے باوجود بار بار مزید سامان کی فرمائشیں جاری رکھے ہوئے تھے۔ فرمائشیں پوری نہ کرنے پر مار پیٹ سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ کچھ کے سسرال والوں نے ان کے سامان جہیز کو فروخت بھی کر دیا یا انکو جب لڑکی کا جہیز ملنے کی کوئی صورت نظر نہیں آئی تو انہوں نے اس لڑکی کے جہیز کو جلا دیا۔ اور لڑکیوں کو طلاق نامے

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

دے کر رخصت کر دیا گیا اگر والدین اپنی بیٹی کو جہیز دینے کی حیثیت نہ رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں بیٹیاں سسرالوں میں زندہ جلا دی جاتی ہیں جبکہ طلاق کی صورت میں بھی وہ روزانہ زندہ در گور ہوتی ہیں۔

خاندانی دباؤ

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ تعلقات مشکل ہیں تو اس وقت ہماری زندگی تناؤ کا شکار ہوتی ہے اور یہ تناؤ ہماری کی زندگی کے متعدد شعبوں کو متاثر کر سکتی ہے۔ ان میں سے ایک ہے خاندانی رشتہ، خاندانی رشتے اپنے ساتھ بہت سارے چیلنج لاتے ہیں کیونکہ متعدد افراد اس میں شامل ہیں خاندانی تناؤ کی بہت سی مختلف وجوہات ہیں، اور ان میں سے ایک تناؤ اپنی شریک حیات کو چھوڑنے کے حوالے سے بھی ہو سکتا ہے۔ والدین کی اطاعت بلاشبہ بہت اچھی بات ہے اور دین اسلام نے اس امر کا پابند بھی بنایا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا" [1]

"اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرنا۔"

لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا:

"وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ" [2]

"اے مخاطب اگر تیرے ماں باپ تجھے مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت کی تجھے واقفیت نہیں تو ان کا کہنا نہ مانو تم سب کو میری طرف لوٹ کر آتا ہے۔ پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو بتادوں گا۔"

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خاندان والے دباؤ ڈالتے ہیں کہ بیوی کو چھوڑ دو، معمولی معمولی جھگڑوں کو طول دینے کی وجہ سے میاں اپنی بیوی سے بد دل ہو جاتا ہے۔ اور دونوں میں غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شوہر بیوی کو بسانے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ لیکن خاندان والے اس کو علیحدگی پر مجبور کر دیتے ہیں زوجین میں جنم لینے والی یہ غلط فہمیاں بعض اوقات دونوں خاندانوں کی جانب سے بھی ہوتی ہیں جبکہ فریقین رضامندی کے ساتھ اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں ایسی صورتحال میں وہ اپنی ازدواجی زندگی پر سکون انداز میں نہیں گزار سکتے خاندانوں میں کشیدگی کی یہ فضا بالآخر طلاق پر منتہی ہو جاتی ہے۔ کمزور مشترکہ خاندانی نظام بھی طلاق کی ایک اہم وجہ ہے جہاں ساس اور بہو کے تعلقات میں کشیدگی اکثر اوقات طلاق پر ختم ہوتی ہے

[1] سورۃ الاسراء، آیت نمبر: ۳۰

[2] سورۃ العنکبوت، صفحہ نمبر: ۱۸

ساس اور بہو کی لڑائی ویسے تو بہت مشہور ہے۔ لیکن اگر یہ برائی شدت اختیار کر لے تو نتیجہ یہ لگتا ہے کہ ساس اپنے بیٹے کو اپنی بہو کے خلاف بھڑکاتی ہے۔ اور مسلسل اس کے خلاف بیان بازی کرتی رہتی ہے اور آخر کار بیٹا تنگ آکر بیوی کو اسکے گھر بھیج دیتا ہے۔
ڈاکٹر شاہدہ پروین لکھتی ہیں: "ہمارے معاشرے میں بد قسمتی سے بہو اور ساس کا رشتہ ماں اور بیٹی کا ماحول فراہم کرنے کی بجائے دو متحارب کردار وجود میں لے آتا ہے۔ ماں کا بیٹے پر حق اور بیوی کا خاوند پر ساس اور بہو کی صورت میں دونوں خواتین اپنا اپنا حق ایک مرد پر جتلاتی اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ احکام شرعی سے دوری اور ناواقفیت کی وجہ سے ایک برائی یہ بھی ہے کہ بعض ساس وسسر اگر ان کی بہو سے معمولی ان بن اور ناچاقی ہو جاتی ہے تو اپنے لڑکے کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ طلاق دے کر اپنی بیوی کو الگ کر دے۔ ساس اور بہو میں چپقلش سے ضد اور ہٹ دھرمی پیدا ہونے لگتی ہے۔ تاہم اختلاف کی خلیج بڑھتی جاتی ہے جس کی وجہ سے ساس اپنی بہو کو طلاق دلوانے اور الگ کروانے کے درپے ہو جاتی ہے۔ اس کی ذرا سی غلطی اور بھول چوک کو بڑھا چڑھا کر اپنے لڑکے کے سامنے پیش کرتی ہے جب شوہر اپنی ماں کی باتیں سنتے سنتے عاجز آجاتا ہے یہ اور اس کی زندگی دو بھر ہونے لگتی ہے تو وہ بیوی کا طلاق دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔"

بعض اوقات، ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق کے مطابق، "والدین اپنی بہو کو پسند نہیں کرتے، یا جب ان کا بیٹا اپنی بیوی کے لیے زیادہ پیار اور محبت کا اظہار کرنے لگتا ہے، تو والدین ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں اور وہ اسے طلاق دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ دینا پھر وہ بیٹے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور بلا وجہ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے اسے طلاق دینے یا ہم سے الگ ہونے کو کہتے ہیں۔ اپنے والدین کی نافرمانی سے بچنے کے لیے بیٹا بالآخر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔"

مہر شیر بہادر ایڈووکیٹ کے مطابق، "زیادہ تر وقت، شوہر اور بیوی ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں، لیکن خاندانی دباؤ طلاق پر منتج ہوتا ہے۔ بعض اوقات میاں بیوی کے درمیان کچھ بھی نہیں ہوتا ہے جو ان کے تعلقات کی خرابی کا سبب بنتا ہے۔ اس کے بجائے، کچھ لوگ مداخلت کرتے ہیں اور غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔ وہ دھوکہ دیتے ہیں، ان سے لڑنے کی کوشش کرتے ہیں، اور آخر کار ایک سے دوسرے کو غلط پیغام پہنچا کر ایک دوسرے سے لڑوانا شروع کر دیتے ہیں۔"

اولاد کا نہ ہونا

شادی کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اولاد کا حصول بھی ہے یہ خالصتاً اللہ تعالی کی دین اور نعمت ہے اس میں کسی انسان کو کوئی دخل نہیں۔ مگر ہمارے معاشرے میں عورت کو قصور وار ٹھہرایا جاتا ہے سسرالی رشتہ دار و عزیز و اقارب حتی کے دوست احباب بھی متاثرہ عورت کا جینا دو بھر کر دیتے ہیں۔ یہ غور نہیں کیا جاتا کہ اولاد کی پیدائش میں مرد کا عمل دخل زیادہ ہے، اگر مرد جنسی لحاظ سے بیوی کا حق اداء کرنے سے معذور ہے تو وہ اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیتا ہے اور اپنا علاج نہیں کرواتا بیوی ہی کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ لیکن بیوی کی خواہشات، جذبات، احساسات اور ضروریات کو کوئی نہیں دیکھتا بہت سے معاملات میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بیوی معاشرتی دباؤ کی وجہ سے نباہ کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنے ناکردہ گناہ کی سزا تمام عمر بھگتی ہے۔ لیکن کبھی کبھار یہ بھی ہوتا ہے کہ تنگ اگر بیوی خود ہی عدالت سے رجوع کرتی ہے اور خلع کا مطالبہ کرتی ہے۔ ایسی صورتحال میں اسے بہت سے دباؤ سہنے پڑتے ہیں عموماً اسے اس خاوند کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

واقعات طلاق کے (جن کا ذکر باب چہارم، فصل دوم میں ہو گا) سروے میں ایک خاتون نے بتایا کہ اسے صرف اس وجہ سے طلاق دی گئی کہ اس کے ہاں اولاد نہیں ہو سکی۔ شروع میں اس کے سسرال والوں نے اسے الزام دینے شروع کیے۔ آخر کار ڈاکٹر کے کہنے پر جب اس کے شوہر کے ٹیسٹ کروائے گئے تو معلوم ہوا کہ مسئلہ اس میں نہیں اس کے شوہر میں ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے شوہر کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار تھی تا کہ اس کا گھر بسا رہے۔ اس کے برعکس سسرال والوں نے اسے ہی الزام دینے جاری رکھے۔ ایک دن وہ اپنے والدین کے گھر ان سے ملنے آئی تو اسے طلاق کا نوٹس بھجوا دیا گیا۔

اس کیس میں عورت قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی قصوروار ٹھہرائی گئی اور مرد کو کسی نے الزام نہ دیا۔ ایسے بہت سے کیسز ہر روز سننے میں ملتے ہیں یہ ایک سنگین معاشرتی مسئلہ بن چکا ہے جس کے باعث بہت سے خاندان ٹوٹ رہے ہیں۔ ماہرین نفسیات کے مطابق اولاد سے محروم 60 فیصد جوڑے کسی نہ کسی مرحلے پر والدین کے کہنے پر علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں ایک طرف تو اولاد سے محرومی کی بناء پر طلاق دی جاتی ہے تو دوسری جانب اولاد نرینہ نہ ہونا بھی بہت سے معاملات میں طلاق ہونے کا سبب بنتا ہے۔

بیٹیوں کی پیدائش پر طلاق

ہمارے معاشرے میں بنی کا وجود ایک بوجھ تصور کیا جاتا ہے خصوصا دیہی معاشرے میں آج بھی بیٹی کی پیدائش منحوس خیال کی جاتی ہے۔ بعض گھروں میں بیٹی کی پیدائش پر سوگ منایا جاتا ہے اور عورت کو بیٹی کی پیدائش کے لیے قصوروار ٹھہرایا جاتا ہے کہ اس کے ہاں بیٹی ہوئی ہے۔ بلکہ کچھ گھروں میں یہ بھی حالات دیکھنے کو ملے کہ اگر کسی عورت کے ہاں بیٹی ہے تو دوسری حاملہ عورت کو اس سے دور رہنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ کہ اس کے سائے کہ وجہ سے اس کے ہاں بھی بیٹی کی پیدائش نہ ہو جائے بیٹی کی پیدائش پر عورت کو مورد الزام ٹھہرانا اور اس کو زدوکوب کرنا اور طلاق دینا اکثر گھرانوں میں معمول ہے۔ ایسے فعل میں بعض اوقات شوہر اکیلا اور بعض اوقات شوہر اور اس کے گھر والے دونوں ہی شامل ہوتے ہیں۔ عورت کو بچیوں سمیت طلاق کا پروانہ تھما کر گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔

یہ معاشرتی سوچ بھی طلاق کا ایک اہم سبب ہے شوہر اپنی بیوی کو یہ کہہ کر ذہنی تناؤ میں مبتلا کر دیتا کہ صرف بچیاں پیدا کرنے کے لئے آئی ہو۔ اس وجہ سے ایک بہت بڑی شرح کے ساتھ طلاق اور خاندان ٹوٹ جانے کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ گویا خاوند اور اسکے گھر والے یہ بات بالکل بھول چکے ہیں، یا بے خبر ہیں جنکی وجہ سے وہ اللہ تعالی کی عطا اور تقسیم کی مخالفت کرتے ہیں:

"لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذكور أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا انَهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ"[1]

"(تمام) بادشاہت خدا ہی کی ہے آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے وہ تو جاننے (اور) قدرت والا ہے۔"

گویا جب اس کو اللہ تعالی بیٹی عطا کر دے تو اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے، دل غصے سے بھر جاتا ہے اور پھر وہ اللہ تعالی کی مشیت سے غافل ہو جاتا ہے، بیٹیوں کی پیدائش کا الزام بیوی کو دے کر اسکو طلاق دیتا ہے۔

---

[1] سورۃ الشوری آیت نمبر: ۵۳

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ کسی کو اختیار نہیں کہ وہ صرف بیٹے، صرف بیٹیاں، یا دونوں بیٹے اور بیٹیاں پیدا کرے۔ یہ اختیار صرف اللہ کا ہے۔ کسی عورت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے بیٹے یا بیٹی کو یا وہ جسے چاہے جنم دے۔ بیٹی کی پیدائش کے بعد عورت کو اذیت دینا، اسے ہر طرح سے اذیت دینا، بات بات پر طعنے کے نشتر چلانا حالانکہ جب یہ معاملہ روز روشن سے زیادہ واضح ہو تو اس مجبور اور بے بس شخص کے لیے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب وہ اس کی مسلسل تذلیل کرتے ہیں، اس کے ساتھ بد قسمتی کا سلوک کرتے ہیں، بیٹی کی پیدائش کے بعد ہی اسے طلاق دیتے ہیں، اسے جان سے مارنے کی دھمکیاں دیتے ہیں اور کبھی کبھار اسے جان سے مار دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے جو کہ اصل میں کافروں کا طریقہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

"وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَ هُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ . الا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ"[1]

"اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے
اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ کیا
اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبادے گا خبردار یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں"

افسوس، لیکن آج کے لوگ عورتوں کو ان شعلوں کی طرف لوٹا رہے ہیں جن سے اسلام نے انہیں نکالا تھا۔ جدید مسلمان انہی حقوق کو منسوخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اسلام نے غیر مسلموں سے چھین کر عورت کو دیے تھے۔ اسلام نے خواتین کو ذلت کی چکی سے آزاد کیا اور انہیں معاشرے میں عزت اور مقام دیا، جدید مسلمان ایک بار پھر خواتین پر اسی آزمائش سے گزرنے کے لیے دباؤ ڈال رہے ہیں۔ اور شاید انہی برے اعمال کے نتیجے میں دشمنانِ اسلام اور مسلمانوں کو اب اسلام جو کہ امن کا مذہب ہے، کو ایک دہشت گرد مذہب کے طور پر بیرونی دنیا کے سامنے پیش کرنے پر بضد ہیں۔

مذہبی و مسلکی وجوہات

طلاق کی کثرت کی ایک اہم وجہ مسلکی و مذہبی اختلافات بھی ہیں شادی سے پہلے رشتہ قائم کرتے وقت انہیں اتنی زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ لیکن جب شادی کا موقع آتا ہے تو دونوں خاندان اپنے اپنے مسلکی رجحان کے زیر اثر شادی کے رسوم و رواج پورا کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں معاملات سے اکثر اوقات تلخیاں جنم لیتی ہیں جن کا اثر زوجین کی زندگیوں پر پڑتا ہے۔ ایسے معاملات میں فریقین میں بعض اوقات ہٹ دھرمی، عدم رواداری، عدم برداشت کا رویہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور اپنے مسلک کے ساتھ لگاؤ اس قدر شدید ہوتا ہے کہ ہم دوسروں کے مسلک مذہبی رجحان کو قبول نہیں کر پاتے حتی کہ وہ سرے سے اپنی مرضی سے جینے کا حق بھی چھین لیتے ہیں اس رجحان کے باعث خاندانی نظام میں تعصب و تنگ نظری رواج پا لیتی ہے اور اگر عورت سسرال والوں کے مذہب کے مطابق عمل نہیں کر رہی ہو تو جب بھی والدین کے دباؤ پر اس کو طلاق دی جاتی ہے یا شوہر خود ہی اپنی بیوی کو چھوڑ دیتا ہے

[1] سورۃ النحل آیت نمبر: ۵۸-۵۹

خاندانی رویے اور بے جا مداخلت

ایک عورت کے خاندان کو سماجی طور پر مرد کے خاندان کے مقابلے میں قدرے کمزور سمجھا جاتا ہے، اور عورتیں اس گھر سے کسی حد تک دب جاتی ہیں جس میں وہ اپنی بیٹی کی شادی کرتی ہیں۔ آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس صورت حال میں وہ زیادہ معزز ہے اور اس کی بیوی کے گھر والے اس کی عزت و تکریم لازمی کریں۔ جب کہ اپنی ساس کے ساتھ برا سلوک کرنا اور اپنی بیوی کے گھر والوں کو اس کے سامنے ذلیل کرنا وہ اس کے لیے معمول کی بات ہے۔ معجزات میں سے ایک بیوی کا اپنی ساس کے ساتھ مثبت تعلق اور ان کے درمیان جھگڑے کی کمی ہے۔ اس کے علاوہ ساس بہو کی لڑائی پر ہماری لوک داستانوں میں بہت سے محاورے مرکز ہیں۔ طلاق کی دیگر وجوہات میں ساس کا اپنے داماد کے ساتھ ناروا سلوک اور ان کی بیٹیوں کی ذاتی زندگی میں ان کا غیر ضروری دخل اندازی شامل ہے۔ بہت سے مردوں کے اپنے والدین کے ساتھ مضبوط جذباتی رشتے ہوتے ہیں اور جب مردوں کے مالی حالات یا دیگر مسائل کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہوتا ہے کہ وہ اپنا گھر الگ کریں تو ایسے میں طلاق کا نتیجہ نکلتا ہے۔ اسی طرح بعض خواتین اپنی پراپیگنڈہ اور چغلخوری کی عادت سے مجبور ہوتی ہیں،۔ دوسری طرف شیطانی چیلوں کا نشانہ کانوں کے کچے شوہر اور بیویاں ہیں۔ جس کی وجہ سے خاموش جھگڑے ہوتے ہیں جن کا نتیجہ طلاق پر منتج ہوتا ہے

مبحث سوم: وقوع طلاق میں دیگر افراد خانہ کا کردار اور اس کی صورتیں

فصل دوم میں ہم نے اس بات کا جائزہ لیا کہ والدین بھی مذکورہ بالا وجوہات کی باعث بیشتر اوقات اولاد کی بربادی کی وجہ بن جاتے ہیں۔ اس فصل میں زوجین، والدین کے علاوہ باقی افراد کس طرح طلاق کی وجہ بنتے ہیں اس کی تمام صورتوں کا ذکر کیا جائے گا۔ خاندان کے ہر فرد کو صبر اور خاندان کے استحکام اور خوشی کے لیے قربانی دینے کی آمادگی کا حامل ہونا چاہیے۔ کامیابی کے لیے صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مسئلہ حل نہیں ہوا ہے، تو مناسب ہے کہ اسے خاندان کے بزرگوں کے ساتھ اس امید پر پیش کیا جائے کہ حالات بدل جائیں گے۔ تاہم آج ہمارے معاشرے میں صورتحال بالکل مختلف ہے۔ ازدواجی زندگی میں جو تنازعات پیدا ہوتے ہیں وہ خاندان کے بڑوں سے شکایت کی بجائے دوستوں، رشتہ داروں، خالہ زادوں، کزنوں، پڑوسیوں اور غیر متعلقہ افراد کے درمیان ذکر ہوتے ہیں۔ نااتفاقیوں پر بحث کی جاتی ہے۔ مزید برآں، وہ انہیں مخلصانہ اور ہمدردانہ رہنمائی کے بجائے بُرے مشورے دیتے ہیں، جس کی وجہ سے جوڑے اور بھی دور ہو جاتے ہیں۔ اور اس کام میں خاص خواتین سب سے آگے ہیں۔ جب بھی چار خواتین اکٹھی ہوتی ہیں تو وہ آپس میں گھریلو جھگڑوں پر بحث کرنے لگتی ہیں۔ باہر کی خواتین پھر ہمدردی کا مظاہرہ کرتی ہیں اور غیر منقولہ مشورے دینا شروع کر دیتی ہیں، جو صرف مسئلہ کو بڑھاتی ہیں۔

چونکہ مذکورہ بالا مسائل ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چبھ رہے ہیں، اس لیے ہمیں اپنے گھریلو مسائل کو اپنے گھروں اور خاندانوں میں رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور انہیں خوش اسلوبی سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ خاندان کے کسی فرد کو اس میں ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ ہم اس باب میں ہر اس صورت حال پر بات کریں گے جو خاندان کی وجہ سے جوڑے کو طلاق دینے کا سبب بنتی ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

وقوع طلاق میں دیگر افراد خانہ کا کردار اور صورتیں

معاشرے میں طلاق کے بڑھتے ہوئے اس اقدام کیلئے دل خون کے آنسو روتا ہے، اس بیٹی پر کیا گزرے گی جو اس عذاب سے گزر رہی ہو گی۔ لیکن بعض اوقات طلاق میں ناغلط عورت ہوتی ہے نامرد۔ مرد اپنی حیثیت کے مطابق اس کی ضروریات پوری کرتا ہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ لیکن اکثر اوقات عورت کی نظر میں اس کی تمام فرمائش پوری نہیں ہوتیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ مرد عورت کو اپنی عزت بنا کے رکھتا ہے اس کو میکے جانے سے بھی نہیں روکتا لیکن جب وہ بیوی اپنے میکے جاتی ہے اور اپنے اچھے یا برے حالات وہاں بتاتی ہے، تو وہاں سے تیسرے شخص کی مداخلت رشتوں میں آجاتی ہے جو طلاق کا باعث بنتی ہے ہنستا مسکراتا گھر اجڑ جاتا ہے۔ دوسری طرف جب سے موبائل عام ہوا ہے اس وقت سے میاں بیوی کے رشتے میں تیسرے شخص کی مداخلت زیادہ ہو گی ہے وہ چاہے کسی بھی شکل میں ہو مثلاً کوئی ہمسائی، ساس، سالی دیور، بھائی، بہنوئی، خالو، خالا اور اسی طرح دوسرے افراد خانہ جو فرد کی شکل میں رشتوں کو توڑنے میں شیطان کا کام کرتے ہیں۔ کسی کی دلہن کے لئے سسرال کا ماحول جب کہ دیورانیاں، جیٹھانیاں اور نندیں وغیرہ ساتھ رہتی ہوں بہت سنگین اور پراگندگی کا سبب بنتے ہیں۔ سسرال والوں کا غالب و عادی ہونا قابل فہم ہے لیکن سسرال والوں سے نبھا کرنا اور ان کی مزاج داری کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور سسرال والوں کا میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں دخل دینا، ان کے رشتے میں خرابیاں تلاش کرنا عموماً خطرناک ہی ثابت ہوتا ہے، اس غلط رجحان اور طرز زندگی کی وجہ سے ہزاروں خاندان تباہ ہوتے ہم روزانہ دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں اب ہم ان تمام صورتوں کا جائزہ لیں گے جو دیگر افراد کی مداخلت سے زوجین میں طلاق کا باعث بنتے ہیں یہ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

توقعات کی زیادتی

ماں اپنے بیٹے کی شادی کر کے بہو جب گھر لاتی ہے تو اس کی عجیب عجیب توقعات مضحکہ خیز حد تک طفلانہ اور احمقانہ ہوتی ہیں۔ اور جس گھر میں بہو کو اپنے شوہر کی چند بہنوں سے بھی واسطہ ہو پھر ایک محاذ جنگ تیار ہو جاتا ہے۔ بعض بہوئیں جو سلیقہ شعار جذبہ خدمت اور ایثار سے سرشار ہوتی ہیں، مدبر اور سمجھ دار، ملنسار اور غمگسار ہوتی ہیں وہ تو کسی نہ کسی طرح نباہ کر لیتی ہیں لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

اکثر اوقات لڑکے اور لڑکی میں شادی سے پہلے رابطہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ توقعات وابستہ کر لیتے ہیں۔ اگر رابطہ نہ بھی ہو تب بھی ایک دوسرے کے ساتھ منسلک توقعات بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ مگر حقیقی زندگی اس کے برعکس ہوتی ہے جب فریقین ایک دوسرے سے وابستہ توقعات پر پورے نہیں اترتے تو ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں بڑھ جاتی ہیں، جو انجام کار طلاق پر منتج ہوتی ہیں۔

اسی طرح سسرالی رشتہ دار مثلاً ساس، سسر، دیور، جیٹھ، دیورانیاں وغیرہ بھی بہو سے بہت سی توقعات قائم کر لیتے ہیں ان تمام توقعات کو پورا کرنا اور ان کے تمام احساسات و جذبات کا خیال رکھنا بہو کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ جبکہ بہو کے احساسات و جذبات کو کوئی نہیں سمجھتا ہر ایک اس سے یہی توقع کرتا ہے کہ وہ ان کو سمجھے حالانکہ وہ ایک نئے گھر میں اپنے والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر آتی ہے۔ لہذا اسے بھی نئے گھر میں اپنی جگہ بنانے کا اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع دینا چاہیے تاکہ وہ افراد خانہ کے ساتھ اپنا تعلق بہترین بنیادوں پر استوار کر سکے۔ اگر صرف ہر ایک، ایک دوسرے سے توقعات ہی قائم رکھے لیکن

دوسروں کی توقعات پر خود پورا اترنے کی کوشش نہ کرے تو پھر معاملات کشیدہ ہو جاتے ہیں جو طلاق کی وجہ بنتے رہتے ہیں، جہاں توقعات زیادہ ہوتی ہیں وہاں مایوسی بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے اور یہی مایوسی گھر توڑ دیتی ہے

خاندان کے بزرگوں کی فیصلہ کن حیثیت کا خاتمہ

گزشتہ دو تین دہائی قبل خاندان کے بزرگوں کو خاندانی معاملات میں فیصلہ کن حیثیت حاصل تھی۔ وہ اپنے بچوں کے شادی بیاہ اور مستقبل کے جو فیصلے کرتے تھے وہ اپنے تجربات کی روشنی میں کرتے تھے اگر افراد خاندان کو یہ فیصلہ پسند نہ بھی ہو تا تب بھی سر تسلیم خم کیا جاتا اور ہر ممکن کوشش کی جاتی کہ رشتوں کو خیر خوبی سے نبھایا جائے۔ اگر کبھی ازدواجی رشتوں میں کوئی کمی پیدا ہو بھی جاتی تھی تو اسے تدبر، حکمت، صبر و ایثار اور احسان سے ختم کیا جاتا اس وجہ سے خاندانی نظام بہت زیادہ مستحکم تھا۔ لیکن عصر حاضر میں خاندانی نظام کمزور پڑنے سے ہر شخص خود اپنی پسند و ناپسند کا مالک بن گیا ہے اور بزرگوں کے فیصلوں کو وہ اہمیت و مقام حاصل نہیں ہے جو ماضی میں تھا۔ اس وجہ سے بھی نئے شادی شدہ جوڑوں میں طلاق کی کثرت ہو رہی ہے۔ انفرادیت پسندی عمومی طور پر معاصر دنیا کا معروف مزاج بنتی جا رہی ہے زندگی خود پسند ہو گئی ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام کے زوال اور شہریت پسندی کے بڑھتے ہوئے رجحان کی بناء پر مشترکہ خاندان ہمارا معروف کلچر بنتا جا رہا ہے۔ مسز لبنیٰ احتشام ایڈووکیٹ کہتی ہیں: معاشرے میں طلاقوں کے بڑھتے ہوئے رجحان کی بڑی وجہ بزرگوں کا احترام نہ ہونا اور بزرگوں کا خاندان پر سے کنٹرول ختم ہونا ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام و بے جا مداخلت

مشترکہ خاندان مشرق کا دیا ہوا تحفہ ہے جب کہ عربوں سمیت یورپ اور پوری دنیا میں نکاح کا بندھن اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انہیں الگ خاندان کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے۔ لہذا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ دولہا اور دلہن کو مسجد یا گرجا میں نکاح کے بندھن میں باندھنے کے بعد لڑکی کو لڑکے کے اس مکان تک چھوڑنے جاتے ہیں جو لڑکے نے شادی سے قبل اس مقصد کے لئے تعمیر کیا ہوتا ہے۔

بہت سے طلاق کے کیسز میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مشترکہ خاندانی نظام بھی طلاق کا ایک اہم سبب بنتا ہے۔ میاں بیوی کی ذاتی زندگی میں دخل اندازی ہوتی ہے، ان کی نجی زندگی میں گھر میں مقیم افراد خانہ کی مداخلت ہوتی رہتی ہے انہیں ایک دوسرے کی پسند و ناپسند، عادات و اطوار کو سمجھنے کا موقع نہیں ملتا جیسے وہ اپنی نئی زندگی کے ابتدائی ایام جس طرح گزارنا چاہ رہے ہوتے ہیں۔ مشترکہ خاندانی نظام کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کرپاتے۔ ایک دوسرے کی ضروریات، احساسات و جذبات کا خیال رکھتے ہوئے انہیں گھر کے دیگر افراد کے حقوق کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے۔

اگر بیوی اپنے شوہر سے کسی چیز کی فرمائش کرتی ہے تو اسے پورا کرنے کے لئے اسے گھر کے دوسرے افراد سے یا تو اجازت لینا پڑے گی یا اسے یہ دیکھنا پڑے گا۔ کہ آیا وہ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ گھر کے تمام افراد کو اس طرح کی تمام مراعات فراہم کرے۔ اس طرح مشترکہ خاندانی نظام میں ذمہ داریوں اور فرائض کا خیال زیادہ رکھنا پڑتا ہے اگر ان میں کوتاہی ہو جائے تو شکایات اور ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراؤ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس میں جھگڑا طول اختیار کر لیتا ہے اور جس کا انجام طلاق ہوتی ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

گھر کے دیگر افراد کی مداخلت

پاکستان میں مشترکہ خاندانی نظام بہت مضبوط ہے اس میں ایک خاندان کے افراد اپنی اپنی فیملی کے ساتھ ایک جگہ پر رہتے ہیں۔ اور اکثر ساس نند طلاق کی وجہ بنتی ہیں جب بہو گھر لائی جاتی ہے تو ساس، نندوں اور جیٹھانیوں کی بہت بنتی ہے مگر آہستہ آہستہ اختلافات شروع ہو جاتے ہیں۔ اور لڑائی جھگڑوں کی ابتداء ہو جاتی ہے اس لڑائی جھگڑے میں دونوں فریق قصوروار ہوتے ہیں کیونکہ کوئی بھی اپنی مرضی یا مزاج کے خلاف بات برداشت نہیں کرتا۔

زوجین میں بڑھنے والے اختلافات میں خاندان کے دیگر افراد بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں ہمارے ہاں چونکہ مشترکہ خاندانی نظام موجود ہے لہذا نئے شادی شدہ جوڑے کی زندگی میں دخل دینا بہت زیادہ آسان ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ بیوی کی کسی خامی یا غلطی سے شوہر اس طرح آگاہ نہ ہو یا معلوم تو ہو لیکن وہ نظر انداز کرنا زیادہ بہتر سمجھتا ہو۔ ایسے میں گھر کے دیگر افراد بہو کی جانب سے ہونے والی غلطی کو بار بار شوہر اور دیگر افراد کے سامنے دہرانے کو اپنا فرض رکھتے ہیں۔ تاکہ شوہر کی زندگی میں بیوی کی حیثیت کم کی جا سکے اور کہیں وہ بیوی کی زلف کا اسیر ہی نہ ہو کر رہ جائے۔ ایسے میں ذراسی غلطی خواہ وہ ہنڈیا میں نمک کا کم ہونا ہی ہو اس کو بھی رائی کا پہاڑ بنا کر پیش کیا جاتا ہے تاکہ شوہر کو بیوی سے بدظن کیا جائے کہ یہ تو پھوہڑ ہے اسے کوئی سلیقہ نہیں ہے۔ اس طرح بیٹے یا بھائی کے حوالے سے ملکیت کا احساس اور اختیارات کی جنگ بھی بہت سے مسائل کا سبب بنتی ہے جس میں ساس اور نند یہ تصور کرتی ہیں۔ کہ بیٹا ہونا یا بھائی ہونے کی حیثیت سے انہیں بیٹے کے ملکیتی حقوق حاصل ہیں اور بیوی یہ سمجھتی ہے کہ وہ سب کچھ اس شوہر کے لئے چھوڑ کر آئی ہے اس لئے وہ شوہر کی مالک ہے۔

گھریلو معاملات میں اختیارات کی جنگ بھی کچھ اسی پس منظر میں شروع ہوتی ہے اور یوں یہ مشترکہ خاندانی نظام زوجین کی زندگیوں میں کشیدگی بڑھانے، خامیوں کو اجاگر کرنے، حریفانہ اور رقیبانہ جذبات و احساسات کو بڑھانے اور بدگمانی و شکوک و شبہات کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یوں وہ دل جو عمر کا ساتھ نبھانے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے جلد ہی اس احساس سے دوچار ہو جاتے ہیں کہ یہ تعلق تو محض چند دن چلانا ایک بوجھ ہے عمر بھر کا پہلو اور رفاقت تو ایک سراب تھا جو لا حاصل ہے۔ اگر شوہر اپنے والدین یا بیوی اپنے والدین سے ان جھگڑوں کا ذکر کر دے تو تیسرا فریق اپنی اہمیت جتانے کے لئے دانستہ یا نادانستہ طور پر ان جھگڑوں کو طول دینے سے مسرت حاصل کرنا شروع کر دیتا ہے اور انہیں حل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔

ڈاکٹر ملیحہ مرزا طلاق کے اسباب کے حوالے سے لکھتی ہیں "عورت یا مرد کے رشتہ داروں کی بے جا مداخلت بھی طلاق کا سبب ہے۔ ماہر نفسیات قیوم عباس کہتے ہیں۔ بدقسمتی سے پہلے کے مقابلے میں مغربی تہذیب اور آزاد معاشرے کی اندھی تقلید کے باعث ہمارے ہاں طلاق کی شرح خطرناک حد تک بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اپنی نفسیات اور انا میں مرد اور عورت دونوں نہ صرف اپنی بلکہ اپنے خاندان کی زندگیوں کو بھی تباہ کر دیتے ہیں۔ چونکہ ہر خاندان ایک سماجی اکائی ہے، اس لیے خاندانوں کا ٹوٹنا سماجی تبدیلی اور سماجی سطح پر ناکامی دونوں کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں تیسرے فریق کی آمد سے غیر متعلقہ معاملات مثلاً انا کے مسائل وغیرہ بھی درمیان میں آجاتے ہیں جو کہ دونوں فریقین کے رویے کو مزید سخت کر دیتے ہیں اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بعض اوقات میاں بیوی کے سرپرستوں یا قریبی رشتے داروں کی طرف سے غیر سمجھدارانہ انداز میں مداخلت

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

ہوتی ہے اور ہر چھوٹا بڑا ان کے معاملات میں ٹانگ اڑاتا ہے۔ کبھی خاندان کے بڑے اپنا تسلط قائم رکھنے کی کوشش میں رہتے ہیں جس کی وجہ سے بعض اوقات معاملات عدالت میں اٹھانے پڑ جاتے ہیں اور اس طرح ان کے سارے سربستہ راز کھل جاتے ہیں۔ جبکہ بعض اوقات اس کا سبب کوئی چھوٹا سا معاملہ یا معمولی سی چیز ہوتی ہے۔ جس میں نامناسب اور غیر سمجھدارانہ انداز میں داخل اندازی کی جاتی ہے، جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے، افواہوں کی تصدیق کی جاتی ہے اور بدگو لوگوں کی باتوں پر کان دھرے جاتے ہیں۔ بسا اوقات دین میں بے بصیرتی دینی احکام سے ناواقفیت اور بری عادتوں اور کمزور اور کوتاہ آراء کے ساتھ چمٹے رہنے کی وجہ سے بھی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔"

سماجی رویے

ہر گھر میں معمولی نوعیت کے واقعات ہوتے ہیں جنہیں ختم کر دینا چاہیے، لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی ان مسائل پر توجہ مرکوز کرنے کا انتخاب کرتا ہے تو مقامی لوگ ان کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ خواتین اس میدان میں عام طور پر سب سے آگے ہیں، جہاں سے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح آپس میں غلط فہمیاں اور ذاتی عداوتیں بڑھ جاتی ہیں۔ تاہم، لوگوں کی اکثریت دوسرے فریق کو یہ باور کرانے کی کوشش میں بار بار یہی باتیں کہنا چاہتی ہے کہ وہ غلط ہے اور میں صحیح ہوں، بہت کم لوگ حل تلاش کرنے پر آمادہ دکھائی دیتے ہیں۔ جب دوسری طرف کی توہین ہوتی ہے تو ایک فریق اپنا دفاع کرنے لگتا ہے۔ تیسرا عمل، مدافعت تصویر میں اس طرح داخل ہوتا ہے۔ جب ان پر تنقید کی جاتی ہے تو بہت سے لوگ اپنا دفاع کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اس سے مسئلہ حل کرنے میں مدد نہیں ملتی۔ دوسری طرف الزام لگانے سے مدافعت حاصل ہوتا ہے۔ گویا یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ میں مکمل طور پر بے قصور ہوں اور آپ ہی ہیں جنہوں نے غلط کیا ہے۔ نتیجے کے طور پر، مسئلہ کو حل کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، اور دشمنی بڑھتی ہے.

معاف کرنے پر آمادگی اور اپنے اعمال کی ذمہ داری قبول کرنے کی ہمت نہ ہونے کی وجہ سے، اس رویہ کے حامل خاندان کے افراد میں بھی ایک دوسرے سے طلاق لینے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح عقل اور شعور سے ہماری بات چیت کرنے کے لیے زیادہ شدت سے جذبات کی طرف رجوع کرتے ہیں، جہاں طیش کا عنصر زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ مزید برآں، ہم اپنی عمومی عدم برداشت اور شدید غصے کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مزید برآں، وہ جھوٹی عزت اور فخر کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کو طلاق دینے تک اپنے اعمال پر فخر کرتے ہیں۔

خاندانی شادیاں

مشترکہ خاندانی نظام میں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی شادی وقت پر نہیں ہوتی۔ بیٹا جوان ہونے کے باوجود، والدین کی اکثریت غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتی ہے اور یہ دعویٰ کر کے اس کی شادی کو پیچھے دھکیلتی رہتی ہے کہ وہ ابھی جوان نہیں ہے۔ وہ ابھی شادی کرنے کی قانونی عمر کا نہیں ہے، اس نے ابھی تک اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں سیکھا ہے، یا وہ ابھی تک تعلیم حاصل کرنے کی عمر میں ہے، مختلف اوقات میں مختلف بہانے کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے وہ اسکی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس سے شادی کریں گے، اس لیے یہ ذمہ داری سے بچنے کا ایک طریقہ ہے۔ اور جب وہ اس سے شادی کرتے ہیں تو وہ ایسا اس لیے نہیں کرتے کیونکہ وہ مان چکے ہیں ہے کہ بیٹا جوان ہو گیا ہے اس لیے اس کی شادی کر دی جانی چاہیے، بلکہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ بہو کی بڑھتی ہوئی

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

خواہش یا آنے والے عذاب کے بڑھتے ہوئے احساس کو محسوس کرتے ہیں کہ بیٹے کی شادی نہ ہوئی تو اسے بوڑھوں میں شمار کیا جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسے لوگوں کی بہت سی مثالیں نہیں ملتیں جو 25 سال سے زائد عمر ہونے کے باوجود کنوارے ہیں۔

اس معاملے میں بھی والدین اپنے بیٹے کی شادی کرتے وقت لڑکے کی خواہشات، اس کے جذبات اور لڑکی کی پسند کو مد نظر نہیں رکھتے۔ ہاں، گھر کے باقی رہنے والے سبھی کھل کر اپنی ترجیحات کا اظہار کرتے ہیں اور لڑکے کے رشتے کو اپنی پسند کے مطابق ڈھالنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اس وجہ سے، اگر والد ایک سیاست دان ہے، تو وہ سیاسی حلقہ میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کے لیے رشتہ سیاسی خاندان میں ہونے کو ترجیح دیں گے۔ ماں اس چکر میں ہے کہ ایسی سادہ سی لڑکی ڈھونڈے جو اپنے شوہر کی کوئی خدمت کرے یا نہ کرے لیکن گھر کے سارے کام کرنے والی ہو اور بلاوجہ اس کے حکم کی تعمیل کرتی ہے۔ بہن اس چکر میں شامل ہے جہاں اس کا بھائی شادی کرے وہ اسکی دوست ہو تاکہ وہ اس پر اپنی طاقت کا مظاہرہ کر سکے۔ اگر اس کا کوئی بھائی ہے، تو وہ خاندان کے کسی فرد کی لڑکی کو گھر لانا چاہے گا تاکہ وہ اسے ہمیشہ کے لیے اپنے کنٹرول میں رکھ سکے۔ وہ سب اپنی لڑکی کو اپنے خاندان میں گود لینا چاہتے ہیں، خالہ، چچا، چچی اور چچا۔ گھر کا ہر فرد کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کی خواہشات کے مطابق تعلقات کو ڈھال سکے۔ لڑکا وہ ہے جو ساری زندگی لڑکی کے ساتھ گزارے گا پورے گھر کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنی خواہش کا اظہار نہ کر سکے۔ اسے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ ان تمام حالات میں جب لڑکے کی شادی اسکے دیگر افراد خانہ کی مرضی سے ہو جاتی ہے، تو انہی لوگوں کو اس لڑکی میں خامیاں اور نقص نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں، کیونکہ انکے خیال میں جس لڑکی کو وہ اپنے گھر میں لا رہے ہیں وہ انکی غلام بن کر رہے گی۔ لیکن وہی بہو جب ان پر آکر اپنی مرضیاں چلانا شروع کرتی ہے، تو اب پھر اس لڑکی کو گھر سے ہمیشہ سے نکالنے کے لیے تمام افراد یکجا ہو جاتے ہیں یہ ان خاندانوں میں ہوتا ہے، جہاں ایک ہی گھر میں پانچ سے چھ خاندان آباد ہوں۔ اس معاملے میں یہ بات بھی مشاہدے میں آتی ہے کہ اس وجہ سے ہونے والی طلاق میں کچھ لوگ اپنا منفی کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ اسکی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں،

1. اگر وہ لڑکی ساس کی من پسند ہو، اور دوران رشتہ وہ دوسرے لوگ اسکے لیے راضی نہیں تو بعد میں اپنے انتقام کے لیے اسکی زندگی میں رکاوٹیں ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔

2. اگر ایک گھر میں پہلے سے ہی بہوئیں موجود ہیں اور انکے اپنی ساسوں، نندوں، دیوروں کے ساتھ اختلافی مسائل چل رہے ہیں تو ایسی صورت میں وہ نئی آنے والی لڑکی کے کان بھر کر انکے خلاف کھڑا کر دیتی ہیں۔ اور وہ لڑکی جو انکی ان شاطرانہ چالوں سے بے خبر ہوتی ہے، انکی میٹھی باتوں میں آکر اپنا گھر اجاڑ دیتی ہیں۔

3. اگر خاندانوں میں اس لڑکے کے لیے کوئی رشتے موجود ہوں، لیکن اسکے گھر والے جب باہر سے لڑکی لے کر آتے ہیں۔ تو یہ بات دوسروں خاندان والوں کو ناگوار گزرتی ہے اور وہ اسکو اپنی انا کا مسئلہ سمجھ لیتے ہیں۔ اور انکی پوری کوشش ہوتی ہے۔ کہ انکے درمیان طلاق ہو جائے، اس صورت میں وہ لڑکی کے کاموں میں، اسکی شکل و صورت میں، اسکے عادات و اطوار میں خرابیاں تلاش کرتے ہیں۔ اور پھر اسکو بڑھا چڑھا کر اسکے شوہر اور سسرال والوں کے سامنے رکھتے ہیں جسکی وجہ سے اس کا قصور نا ہوتے ہوئے بھی اسکو طلاق دلوا دیتے ہیں۔

گھریلو اور خاندانی اختلافات

ایک خاندانی نظام جہاں ایک شخص اپنے والدین، بیوی اور بچوں کے ساتھ رہتا ہے، ہمارے معاشرے میں بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔ بزرگوں کی خدمت کرنا اور ان کی مہربانی رہنمائی میں رہنا خوشی، سکون اور برکات کا باعث سمجھا جاتا ہے، لیکن عام طور پر ساس، نند، دیورانی جیٹھانیاں اور دیور بھابیاں، جنہیں رشتے کہا جاتا ہے۔ ہمارے گھروں میں جھگڑے اور طلاق کا باعث بن سکتے ہیں۔ ایک شادی شدہ عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ ساتھ اس کے سسرال کی منظوری حاصل کرنے کی توقع کی جاتی ہے، بشمول اس کی ساس، سسر، نند، دیورانی اور جیٹھانی۔ اب یہ واضح ہے کہ بہت سارے لوگوں کی توقعات پر پورا اترنا بہت مشکل ہے، جب تک کہ میاں بیوی الگ الگ رہائش کا انتخاب نہ کریں اور دونوں طرف کے رشتہ داروں سے رابطہ برقرار رکھیں۔ اپنے بیٹے کی شادی کے بعد،، جسے اس نے بچپن سے پالا پوسا ہے، ماں کی خدمت کرنے کی امید رکھتی ہے، نتیجتاً، بہو کو لانے کے بعد، ماں عام طور پر اپنے بیٹے پر گہری نظر رکھتی ہے، یہ نوٹ کرتی ہے کہ پہلے حالات مختلف تھے لیکن اب بدل چکے ہیں، کہ وہ پہلے اس کے ساتھ کافی وقت گزارتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہوتا۔ دوسری طرف بیوی کا مطالبہ ہے کہ شوہر اپنی ماں کے پاس رہتا ہے اور ہٹتا ہی نہیں باوجود اس کے کہ میں اپنے والدین کو چھوڑ کر صرف اپنے شوہر کے لیے آئی ہوں۔ بہن بھائیوں کو شک ہے کہ بھابھی کے آنے کے بعد بھائی ہمارا نہیں رہا اور سارا دن رات انتظار کرتے رہتے ہیں۔ بہوؤں کے آنے کے بعد، گھونسلے کا ماحول —جہاں کبھی بہت سے بہن بھائی رہتے تھے —بالکل بدل گیا۔ ایسے واقعات، جہاں بیوی نے شوہر کو قتل کیا، شوہر نے بیوی کو قتل کیا، یا بہنوئی نے بہنوئی کو قتل کر دیا، اخبارات میں تواتر سے رپورٹ ہوتے ہیں۔ طلاق کے بارے میں ہونے والے حالیہ سروے میں ایک لڑکی نے انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہا سکی شادی اپنے ماموں کے گھر میں ہوتی ہے لیکن کچھ سالوں بعد گھریلو ناچاقی کی وجہ سے انکے درمیان طلاق ہو جاتی ہے۔ اور پھر اسکے بھائی اتنی بات کو اپنی غیرت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ اور کچھ عرصے بعد میرا چھوٹا بھائی میرا بدلہ لینے کے لیے، میرے ماموں کی بیٹی کو پیار و محبت کا جھانسا دے کر اس کے ساتھ شادی کر لیتا ہے۔ لیکن یہ شادی محبت میں نہیں صرف انتقام میں کی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جیسے ہی وہ لڑکی ہمارے گھر آتی ہے تو وہ کونسا ظلم تھا جو میں نے، میرے گھر والوں نے اور اسکے شوہر نے اس پر روا نہ رکھا ہو۔ لیکن وہ پھر بھی ان تمام ظلموں کو آسانی سے سہ لیتی، یہ معاملہ کچھ عرصہ جاری رہا جب ہمارے دل سے انتقام کی آگ پوری ہوئی تو میرے بھائی نے اسکو طلاق دے دی بغیر کسی قصور کے اسطرح یہ خاندانی دشمنی طلاقوں کی صورت میں اختتام پذیر ہوئی۔

توہین و تحقیر

میاں بیوی کا ایک دوسرے کے خلاف شکایات ہونا ایک عام سی بات ہے لیکن جب شکایت تنقید ہو جائے تو مسائل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ تنقید سب سے پہلا اور مہلک فعل ہے۔ جب تنقید دوسرے فریق کی شخصیت پر مرکوز ہو تو یہ اور بھی خراب ہو جاتا ہے۔ تنقید کے بعد توہین کا عمل شروع ہوتا ہے، جس میں بدزبانی اور توہین آمیز ناموں کا استعمال شامل ہے۔ اس بدترین عمل کے نتیجے میں تنازعہ بڑھتا ہے، جس سے دونوں اطراف میں غصہ پیدا ہوتا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں مسئلہ حل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایک فریق کو دوسرے سے دور کر دیتا ہے۔ الزام تراشی راستہ پکڑتی ہے اگر ایک فریق دوسرے کی توہین کرے اور دوسرا فریق اپنا دفاع کرے۔ اس سے تنازعہ بڑھ جاتا ہے، اور جیسے ہی میاں بیوی کی توہین اور تذلیل شروع ہوتی ہے، خاندان کے دیگر افراد

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

ایک دوسرے کا دفاع کرنے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ایک دوسرے پر لعن طعن اور الزامات کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ اور بہت جلد یہ مسئلہ خاندانی تنازعہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ طلاق دونوں خاندانوں کے درمیان خلیج کو بڑھا دیتی ہے۔ وہ فریق جنہیں جوڑے کے مسئلے کو حل کرنے میں مدد کرنے کے لیے لایا گیا تھا اب ان کی دوری کی جڑ بن گئے ہیں۔ سنن ابوداؤد کا دعویٰ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سب سے بڑا سود یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عزت کو ناحق بدنام کرنا (یعنی مسلمان کو نیچا دکھانا)۔ وہی قوانین جو سود کی ممانعت کرتے ہیں اس کو بھی ممنوع قرار دیتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا:

> "مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا، اس کی تحقیر نہیں کرتا، کسی مسلمان کے شر کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔"

ساس، نندوں اور دیگر افراد خانہ کی خدمت

پاکستان کے مشترکہ خاندانی نظام میں اکثر ساس نندیں اور گھر کے دوسرے افراد بھی طلاق کی وجہ بنتے ہیں۔ جب بہو گھر لائی جاتی ہے تو ساس، نندوں اور دیورانیوں، جیٹھانیوں کی آپس میں بڑی پیار و محبت ہوتی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ اختلافات شروع ہو جاتے ہیں اور لڑائی جھگڑوں کی ابتداء ہو جاتی ہے۔ اس لڑائی جھگڑے میں دونوں فریق قصوروار ہوتے ہیں کیونکہ کوئی بھی اپنی مرضی یا مزاج کے خلاف بات برداشت نہیں کرتا۔ ڈاکٹر ملیکہ مرزا طلاق کے اسباب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"طلاق کا ایک اور سبب عورت یا مرد کے خاندان کی طرف سے مداخلت کی موجودگی ہے۔ مخلوط خاندان کا سب سے بڑا معجزہ ساس، بہو، اور دوسروں کے درمیان تنازعات کی کمی ہے؛ بہت کم گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں ساس اور بہو آپس میں اچھی طرح چلتی ہوں۔ یہ بنیادی طور پر اس حقیقت کی وجہ سے ہے کہ لڑکی کی شادی کے بعد، وہ صرف اپنے شوہر کی خدمت کی ذمہ دار ہوتی ہے اور گھر کے کسی دوسرے افراد کی ضروریات کا خیال رکھنے سے مستثنیٰ ہوتی ہے۔ اسلام نے بیوی کو یہ حق بھی دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر سکتی ہے۔ تاہم، یہ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا کرے یا دیگر انتظامات کرے۔ تاہم مشترکہ خاندان میں بیوی کو اپنے حقوق کی تو خواہش بھی نہیں کرنی چاہیے بلکہ گلہ بان بن کر ساس کی تمام ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی سب کے لیے ناشتہ تیار کریں، پھر کھانا بنائیں، اور آخر میں سب کے کپڑے دھوئے۔ پھر، جیسے جیسے شام قریب آتی ہے، ہر کوئی رات کا کھانا پکانے کے لیے جلدی کرنے لگتا ہے۔ سب کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد برتن دھونے کا مشورہ بھی دیا جاتا ہے۔ ان تمام کاموں کو ختم کرنے کے بعد، ان کے پاس رات کو باہر جا کر لطف اندوز ہونے کا کچھ وقت ہوتا ہے، لیکن دن بھر اسے اپنے چھوٹے بچوں کو کھلا کر اپنی بنیادی ضروریات کا خیال ضرور رکھنا ہوتا ہے۔ اس سارے عمل کے دوران بہوؤں کی نگرانی کرنا ساس کی ذمہ داری ہے۔ اب وہ سب کے کام کا موازنہ کرتی ہیں، مان لیجئے کہ تین بہو ایک ساتھ رہتی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی صبح دیر سے اٹھے تو وہ پھوہڑ ہے۔ اگر کوئی آہستہ سے کام کرے گا تو کام چور ہے، مہمانوں کے آنے میں چند منٹ تاخیر سے آئے تو غیر ذمہ دار، اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے کپڑے نہ دھوئے تو نافرمان، کھانا پکانے نہ آنے پر بدسلیقہ

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

اور ، ایک اچھی باورچی ہو تو بہت خرچیلی ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے برتنوں میں تیل کی زیادہ مقدار استعمال کرتی ہے۔ ساس سے محبت نہیں ہے اگر وہ رات کو اپنی ساس کے قدم نہ دبائے۔"

بہو کسی بھی صورت میں ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ واضح ہے کہ وہ ایک مشین کے بجائے ایک انسان ہے جو تمام کاموں کو معروضی طور پر انجام دیتی ہے۔ لیکن مشترکہ خاندان میں مثالی بہو وہ ہوتی ہے جو نہ صرف ساس کی تمام ہدایات پر عمل کرتی ہے بلکہ ہر کام کو بخوبی انجام دیتی ہے۔ تب ہی وہ کہیں بھی قبول ہو گی۔ اگر کوئی عورت ان تمام فرائض کو قابل ستائش طریقے سے پورا کرتی ہے اور وہ غلطی سے خاندان کی خدمت کرنا بھول سکتی ہے تو اس کی غلطی کو خاندان میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔۔ وہ فوری طور پر آنکھیں بند کر لیتے ہیں، اور عورت کو طلاق کے کاغذات دیتے ہیں۔

خلاصہ بحث

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ طلاق صرف زوجین کے درمیان پیدا ہونے والے مسائل کا نتیجہ نہیں بلکہ اس میں والدین اور دیگر اہلِ خانہ کا کردار بھی بہت مؤثر ہوتا ہے۔ زوجین کے درمیان عدم برداشت، فوری فیصلے اور جذباتی ردعمل طلاق کی راہ ہموار کرتے ہیں، جبکہ والدین کی غیر ضروری مداخلت یا جانبداری اکثر رشتوں میں دراڑ ڈالتی ہے۔ دیگر افرادِ خانہ بھی بعض اوقات غیر ضروری رائے دہی یا دباؤ ڈال کر مسائل کو مزید پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلام نے طلاق کو آخری حل کے طور پر رکھا ہے اور صلح و مشورے کو اولین ترجیح دی ہے۔ لہٰذا، طلاق کی روک تھام کے لیے خاندانی سطح پر شعور، دینی تعلیم، اور مصالحتی نظام کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔